احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

سوموار
۶ ب مارچ ۱۹۹۵ء

روزنامہ
الفضل ربوہ
فون ۴۴۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۴۵-۸۰ نمبر ۵۲ | سوموار۔ شوال۔۱۴۱۵ھ ' ۶۔امان ۱۳۷۴ ہش ۶ مارچ ۱۹۹۵ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گناہ یقین پر غالب نہیں ہو سکتا

تمہارے ہاتھ اور تمہارے پاؤں اور تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں کیونکر گناہ پر دلیری کر سکتی ہیں اگر تمہیں خدا اور جزا سزا پر یقین ہے۔ گناہ یقین پر غالب نہیں ہو سکتا اور جبکہ تم ایک بھسم کرنے اور کھا جانے والی آگ کو دیکھ رہے ہو تو کیونکر اس آگ میں اپنے تئیں ڈال سکتے ہو اور یقین کی دیواریں آسمان تک ہیں۔ شیطان ان پر چڑھ نہیں سکتا ہر ایک جو پاک ہوا یقین سے پاک ہوا۔ یقین دکھ اٹھانے کی قوت دیتا ہے۔ یہاں تک کہ ایک بادشاہ کو تخت سے اتارتا ہے اور فقیری جامہ پہناتا ہے۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

نیکی یہ ہے کہ خدا تعالیٰ سے پاک تعلقات قائم کئے جاویں اور اس کی محبت ذاتی رگ و ریشہ میں سرایت کر جاوے جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اللہ تعالیٰ تمہیں عدل' احسان اور ایتاءِ ذی القربیٰ کا حکم دیتا ہے) خدا تعالیٰ کے ساتھ عدل یہ ہے کہ اس کی نعمتوں کو یاد کر کے اس کی فرماں برداری کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ اور اسے پہچانو اور اس پر ترقی کرنا چاہو تو درجہ احسان کا ہے اور وہ یہ ہے کہ اس کی ذات پر ایسا یقین کر لینا کہ گویا اس کو دیکھ رہا ہے اور جن لوگوں نے تم سے سلوک نہیں کیا ان سے سلوک کرنا۔ اور اگر اس سے بڑھ کر سلوک چاہو تو ایک اور درجہ نیکی کا یہ ہے کہ خدا کی محبت طبعی محبت سے کرو۔ نہ بہشت کی طمع نہ دوزخ کا خوف ہو۔ بلکہ اگر فرض کیا جاوے کہ نہ بہشت ہے نہ دوزخ ہے تب بھی جوش محبت اور اطاعت میں فرق نہ آوے۔ ایسی محبت جب خدا تعالیٰ سے ہو تو اس میں ایک کشش پیدا ہو جاتی ہے اور کوئی فتور واقع نہیں ہوتا۔

(ملفوظات جلد سوم ص ۴۶۰)

خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے سے مال بڑھتا ہے

(حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی)

اللہ تعالیٰ یہ نہیں کہتا کہ تم اپنا سارا مال میری راہ میں خرچ کر دو بلکہ یہی کہتا ہے کہ (-) جو ہم نے تمہیں دیا ہے اس میں سے کچھ ہمیں دو۔ لیکن عجیب بات ہے کہ اس میں سے بھی خدا کی راہ میں دینے سے پہلو تہی کرتے ہیں۔ یہ تو ایسی ہی بات ہے کہ ایک شخص کسی کو ایک روپیہ دے اور اسے کہے کہ اس میں سے تم دو پیسے تو مجھے لا دینا اور باقی اپنے پاس رکھ لینا لیکن وہ کہہ دے کہ میں تمہیں اس میں سے کچھ نہیں دوں گا پورا روپیہ اپنے ہی پاس رکھوں گا۔ اگر کوئی ایسا کرے تو یقیناً تمام لوگ اس پر لعنتوں کا مینہ برسائیں گے۔ مگر بہت ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایسا ہی کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ انہیں مال اموال دے کر کہتا ہے کہ اس میں سے کچھ میرے راستہ میں بھی خرچ کرو مگر وہ کہتے ہیں کہ کیا ہماری ضرورتیں کم ہیں کہ تیرے لئے خرچ کریں۔ اگر ایسے لوگ سوچتے کہ ہمیں تو یہ سب کچھ دینے والا ہی یہ کہہ رہا ہے کہ کچھ میری راہ میں دو تو وہ ضرور دے دیتے کیونکہ وہ تو سارا ابھی لے سکتا ہے مگر بہت کم ہیں ایسے لوگ جو اس بات کو سوچتے اور خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ دو پیسے یا تین پیسے فی روپیہ چندہ مانگا جائے تو شور مچا دیتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں تم سے انجمن اپنے لئے نہیں کچھ مانگتی بلکہ خدا کے لئے مانگتی ہے اور جو کچھ تم سے لیا جاتا ہے وہ خدا کی راہ میں صرف ہوتا ہے۔ پس جس نے تمہیں ایک روپیہ دیا ہے اس کے لئے اس میں سے تین پیسے دینا کہاں کی موت ہے۔ ایسا شخص سوچ کہ مجھے پندرہ آنے جو مل گئے ہیں کیا یہ کم ہیں۔ وہ اس پر کیوں گھبراتا ہے کہ مجھے تین پیسے دینے پڑے۔ اللہ تعالیٰ میں طاقت ہے اور وہ ایسا کر سکتا ہے کہ اس کی آمدنی کم کر دے اور یہ بھی کر سکتا ہے کہ اپنے دین کے لئے کوئی اور سامان پیدا کر دے۔ پھر اپنے ہاتھ سے اس کی راہ میں کیوں نہ دے دیا جائے۔ وہ تو اپنے لئے خود بھی کاٹ سکتا ہے۔ حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) سنایا کرتے تھے کہ ایک بادشاہ تھا اس کا خرچ بہت بڑھ گیا تو اس نے خرچ کے کم کرنے کے لئے کچھ نوکر موقوف کر دئے۔ رات کو اس نے رؤیا دیکھی کہ خزانوں کے دروازے کھلے ہیں اور روپوؤں کی گاڑیاں بھر بھر لے جائی جا رہی ہیں۔ اس نے پوچھا تم کون ہو اور کیا کر رہے ہو۔ ایک نے کہا ہم فرشتے ہیں اور خدا تعالیٰ نے ہمیں کہا ہے کہ ہم پہلے ان لوگوں کو اس شخص کی معرفت دیتے تھے **اب اس نے ان کو نکال دیا ہے اس لئے جہاں** جہاں وہ جائیں ان کے لئے وہیں پہنچاؤ اس لئے ہم یہ گاڑیاں بھر بھر کر لے جا رہے ہیں۔ اس نے صبح اٹھ کر تمام ملازمین کو واپس بلا لیا۔

باقی صفحہ ۷ پر

اہالیان ربوہ کی دینی مساعی اور فرائض کی ادائیگی

○ مکرم ایاز محمود خان صاحب صدر عمومی لوکل انجمن احمدیہ ربوہ کہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا انتہائی فضل و کرم اور احسان ہے کہ حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع نے اہالیان ربوہ کی دینی مساعی اور فرائض کی ادائیگی پر جمعۃ المبارک مورخہ ۲۴۔ فروری ۱۹۹۵ء کے خطبہ جمعہ میں اپنی خوشنودی کا اظہار فرمایا۔

اہالیان ربوہ جس خلوص' جذبہ اور ولولہ کے ساتھ اپنے دینی فرائض استقامت اور تسلسل کے ساتھ ادا کر رہے ہیں وہ اب ایک مثال بن چکا ہے جو اس بابرکت شہر کے قیام کی درست عکاسی کرتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے حضور ہم نہایت عجز و انکساری کے ساتھ دعا گو ہیں کہ وہ ہمیں مزید قوت اور استقامت سے ہمیشہ اپنی رضا کی راہوں پر چلنے کی توفیق عنایت فرمائے۔ ہماری کمزوریوں اور خامیوں کو دور فرمائے۔ تاکہ حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کی خواہش کے مطابق اپنے ہر لائحہ عمل کو جماعت احمدیہ کے عظیم مقاصد کا عملی نمونہ بنا دیں۔

اس پر مسرت موقع پر اس عہد کو دہرائیں کہ اپنے اخلاق اور باہمی تعلقات کو دینی اصولوں کے مطابق رواج دیں گے۔

نمایاں کامیابی

○ عزیز محمد فاروق ابن مکرم غلام احمد صاحب آف دار العلوم غربی ربوہ نے Diploma of Associate Engineering in Mining Technology کے فائنل امتحان ۱۹۹۴ء میں چکوال سنٹر میں اول پوزیشن حاصل کی ہے۔

دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ عزیز کو یہ اعزاز مبارک فرمائے۔

(نظارت تعلیم)

درخواست دعا

○ عزیز عطاء الرؤف خان ابن مکرم رانا سلطان احمد صاحب کارکن خدام الاحمدیہ گذشتہ سال سے بلڈ کینسر میں مبتلا ہے اور سروسز ہسپتال لاہور کی ICU وارڈ میں زیر علاج ہے۔ احباب جماعت سے کامل شفایابی کے لئے عاجزانہ دعا کی درخواست ہے۔

یاد رکھو خدا تعالیٰ اپنے برگزیدہ بندوں کو کبھی ضائع نہیں کرتا

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ	پبلشر: آغا سیف اللہ - پرنٹر: قاضی منیر احمد مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ مقام اشاعت: دارالنصر غربی - ربوہ	قیمت دو روپیہ

۶ - امان ۱۳۷۴ ھش ۶ - مارچ ۱۹۹۵ء

رشتہ داروں کی مدد

اگر ہر گھر اور گھرانہ خوش اور خوش حال ہو تو اس میں کیا شک ہے کہ ساری دنیا خوش اور خوش حال ہو گی۔ آخر انسانی زندگی کا چھوٹے سے چھوٹا دائرہ ایک گھر اور گھرانہ ہے۔ اور گھر اور گھرانے مل کر ہی آبادی کا کل حصہ بنتے ہیں۔ اس کا یہ مطلب بھی ہے کہ اگر ہم دوسروں کا خیال رکھنے سے پہلے اپنے گھر اور گھرانے کے افراد کا خیال رکھیں تو کسی دوسرے کا خیال رکھنے کی شائد نوبت ہی نہ آئے۔ ہر گھر میں یا ہر خاندان میں کچھ امیر لوگ ہوتے ہیں اور کچھ غریب۔ اگرچہ یہ امارت اور غربت نسبتی ہی سہی لیکن فرق ضرور ہوتا ہے۔ فرق تو بھائیوں بھائیوں میں بھی ہو سکتا ہے۔ ایک بھائی بہت زیادہ کماتا ہے اور دوسرا بہت کم۔ ایک بھائی کا ماحول بہت اچھا ہے اور دوسرے کا کچھ زیادہ بہتر نہیں۔ ایسے فرق تو دنیا بھر میں ہر جگہ ملتے ہیں۔ اور اگر ہم اس بات کا تہیہ کر لیں۔ کہ یہ فرق نہیں رہنا چاہئے یا کم از کم سے کم ہو جانا چاہئے تو یہ بات ہمارے اپنے بس کی ہے اور وہ اس طرح کہ ہم سب سے پہلے اپنے رشتہ داروں کا خیال رکھیں۔

ہمیں یاد ہے کہ بعض اوقات بعض طالب علم حضرت امام جماعت الثالث (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) کے پاس جاتے تھے اور اس خواہش کا اظہار کرتے تھے کہ تعلیم جاری رکھنے کے لئے جماعتی طور پر ان کی امداد کی جائے۔ ان میں بعض ایسے بھی ہوتے تھے جن کے رشتہ دار اچھے کھاتے پیتے تھے اور وہ خود بھی ان کی مدد کر سکتے تھے۔ لیکن چونکہ ایسا کرنے کا عام طور پر رواج نہیں ہے ان طالب علموں کو حضرت صاحب سے امداد کی ضرورت پیش آتی تھی۔ اور حضرت صاحب اس بات کو رواج دینے کے لئے کہ کسی خاندان کے کھاتے پیتے لوگ اپنے ایسے رشتہ داروں کی ضرور امداد کریں جنہیں امداد کی ضرورت ہو فرمایا کرتے تھے کہ اس نوجوان کے فلاں رشتہ دار کو خط لکھا جائے۔ اور اس بات کی طرف توجہ دلائی جائے۔ کئی دفعہ ایسے مواقع پیدا ہوئے اور ان رشتہ داروں نے حضرت صاحب کی طرف سے یہ ارشاد ملنے پر کہ وہ اپنے غریب رشتہ داروں کی مدد کریں واقعی مدد کی اور ان طالب علموں کو جماعت سے امداد لینے کی ضرورت نہ رہی۔

جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنے بے سہارا لوگوں کی مختلف طریقوں پر امداد کرتی ہے۔ سردیوں میں سردیوں کا انتظام کرنے کے لئے مدد کی جاتی ہے اور گرمیوں میں گرمی کے انتظام کے لئے۔ بعض نادار لوگوں کو سال بھر کی گندم بھی دی جاتی ہے۔ رضائیاں اور بستر دیئے جاتے ہیں۔ غرباء کو وظائف دے کر ان کے بچوں کی تعلیم کا انتظام کیا جاتا ہے۔ اور ان باتوں کے علاوہ رشتہ داروں کو بھی تلقین کی جاتی ہے کہ ان کی مدد کے سب سے زیادہ مستحق ان کے اپنے غریب رشتہ دار ہیں۔ ان غریب رشتہ داروں کو امیر بنا دینا تو شائد ان کے کسی رشتہ دار کے بس میں نہ ہو لیکن ان کی غریبی ضرور دور کی جا سکتی ہے۔ ان کی وقتی امداد بھی کی جا سکتی ہے۔ اور ان کے لئے ایسے وسائل بھی مہیا کئے جا سکتے ہیں کہ وہ بہتر طریق پر روزی کمانے کے قابل ہو جائیں۔ غرضیکہ ضرورت اس بات کی ہے کہ انسان سب سے پہلے اپنے قریبی لوگوں کی امداد کرے اور ایسا کرنے سے یہ بات یقین کے ساتھ کہی جا سکتی ہے کہ کسی شخص کو زیادہ دور تک ہاتھ پھیلانے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔ خاندانوں کے افراد کی آپس میں محبت بھی بڑھے گی۔ آپس میں فرق بھی کم ہو جائے گا اور جو بے کس اور بے سہارا لوگ ہیں وہ بغیر دوسروں کا احسان اٹھائے اپنے ہی خاندان کے افراد کی امداد سے بہتر زندگی گزارنے لگیں گے۔ ہماری جماعت کے افراد کو اس بات کا بھی اس لئے بھی زیادہ خیال رکھنا چاہئے کہ جو بوجھ جماعت پر اجتماعی حیثیت سے پڑتا ہے اس کو کم کیا جائے۔ اگر آپس میں ایک دوسرے کی مدد کر دی جائے تو یقیناً جماعت سے امداد حاصل کرنے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔

کردار کا مدار ہے دل اور زبان پر
یہ ٹھیک ہوں تو ہوتی ہے ہر بات ٹھیک ٹھاک
ہر اِک قدم جو سوچ کے چلتے ہیں راستہ
ایسے مسافروں کو نہ غم ہے نہ کوئی باک

ابوالاقبال

○

تمنّا کوئی دِل کی جب کبھی دُوہرائی جاتی ہے
تو تلقینِ وفا ہر دم مجُھے فرمائی جاتی ہے

فضا پر اِک اُداسی ہر طرف کیوں چھائی جاتی ہے
یہ کس ناشاد کی رُودادِ غم دوہرائی جاتی ہے

بسائی جائے گی اُرمان و حسرت کی نئی دُنیا
ابھی تو دل میں جینے کی تمنّا پائی جاتی ہے

خُدا جانے وُہ ہے دلچسپ کتنی آرزُوئے دِل
مرے ہمدم کہ جو ہر سانس میں دوہرائی جاتی ہے

فروزاں ہو کے شُعلے عشق کے پھر بُجھ نہیں سکتے
یہ آتش آنسُوؤں سے اور بھی بھڑکائی جاتی ہے

وُہ مانیں یا کہ نہ مانیں مگر ظاہر ہے آنکھوں سے
کہ اُن کے دل میں بھی کوئی تمنّا پائی جاتی ہے

محبّت کی حسیں مجبُوریوں کو کوئی کیا سمجھے
یہاں ہنس کھیل کر ہر چوٹ دِل پر کھائی جاتی ہے

عبادت میں بسر ہوتے ہیں گو اب دن بھی راتیں بھی
مگر اے فیضؔ اِن باتوں سے کب رُسوائی جاتی ہے

فیض چنگوی

اعلان داخلہ

ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر

۹۶- گلبرگ روڈ لاہور

○ حکومت پنجاب (محکمہ محنت) نظامت افرادی قوت و تربیت کے مذکورہ بالا ادارے نے مندرجہ ذیل کورسز میں داخلہ کا اعلان کیا ہے۔ درخواستیں مطبوعہ فارمز پر ۱۱- مارچ تا ۱۴- مارچ ۹۵ء وصول کی جائیں گی۔

۱- الیکٹریشن ۲- ریڈیو / ٹیلی ویژن مکینک
۳- ایئرکنڈیشن ریفریجریشن مکینک
۴- ڈرافٹسمین ٹیکنیکل ۵- مشینسٹ
۶- فٹر جنرل ۷- کارپینٹر ۸- ویلڈر ۹- پینٹر

ٹریڈ نمبر ۱ تا نمبر ۴ کے لئے تعلیمی قابلیت کم از کم میٹرک۔
ٹریڈ نمبر ۵ تا نمبر ۹ کے لئے تعلیمی قابلیت کم از کم مڈل

مزید تفصیلات کے لئے روزنامہ جنگ مورخہ ۹۵-۲-۲۴ ملاحظہ فرمائیں۔

(نظارت تعلیم)

مورخہ ۱۹- مارچ اور ۲۰- اپریل کو پاکستان میں پولیو ڈے منایا جا رہا ہے۔ تمام والدین و سیکرٹریان سے گذارش ہے کہ وہ اس سے بھرپور فائدہ اٹھاتے ہوئے واقفین نو کو ویکسین لگوائیں۔

(از وکالت وقف نو)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ستارہ مظفر

سیرۃ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

ستارہ مظفر اپنی کتاب روحانی کرشمے میں کہتی ہیں:-

ہندوستان کے شہر بٹالہ کے راجا تیجا سنگھ کو ایک خطرناک قسم کا پھوڑا نکل آیا اس نے بہت علاج کئے مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ آخر اس نے ایک عظیم آدمی محترم غلام مرتضیٰ صاحب کی خدمت میں آدمی بھیجا۔ یہ علم طب میں ماہر تھے۔ آپ گئے اور آپ کے علاج اور خدا تعالیٰ کے فضل سے راجہ کو آرام آگیا۔ راجہ نے ایک بڑی رقم اور خلعت (شاندار شاہی بادشاہوں جیسا لباس) اور دو گاؤں شتاب کوٹ اور حسن پور یا حسن آباد پیش کئے۔ اور ان چیزوں کو قبول کرنے پر اصرار کیا۔ مگر اس عظیم اور قابل حکیم نے یہ کہہ کر صاف انکار کر دیا کہ میں ان دیہات کو علاج کے بدلہ میں لینا اپنے لئے اور اپنی اولاد کے لئے بے عزتی سمجھتا ہوں۔

یہ عظیم حکیم حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) کے والد محترم تھے۔ آپ بہت بڑے اور ماہر حکیم تھے۔ آپ نے ۶۰ سال طبابت کی لیکن آپ نے حکمت کو کبھی پیشہ نہیں بنایا بلکہ اسے ہمیشہ ایک خیراتی کام رکھا اور کبھی حکمت کے بدلے کسی سے ایک پیسہ تک نہیں لیا۔

خدا کی رضا پر راضی مبارک احمد آٹھ سال کا چھوٹا سا بہت خوبصورت بچہ تھا۔ اس نے قرآن مجید پڑھ لیا تھا اور کچھ اردو بھی پڑھ لیتا تھا۔

ایک دفعہ مبارک احمد سخت بیمار ہو گیا۔ سب والدین کی طرح اس کے امی ابو کو بھی اس سے بہت محبت تھی۔ اس کے ابو نے تیمارداری میں دن رات ایک کر دیئے۔ ایسا لگتا تھا کہ اس کے ابو کو اس بچے سے زیادہ کوئی چیز پیاری نہیں۔ آخر بخار اتر گیا۔ اسے پرندوں کا بہت شوق تھا۔ ان سے کھیلنے بھی لگا تھا۔ ایک رات اس نے اپنے ابو جان کو بلایا اور اپنا ہاتھ اپنے ابو کے ہاتھ میں دیا جیسے سلام کرتے ہیں۔ اور پھر کہا کہ مجھے نیند آ رہی ہے اور سو گیا۔ صبح اس کے ابو کا بہت پیارا دوست جو بہت بڑا حکیم بھی تھا مبارک احمد کے بستر کے پاس بیٹھا تھا۔ انہوں نے بچے کی نبض پر ہاتھ رکھا تو وہ بہت کمزور تھی۔ انہوں نے بچے کے والد صاحب سے کہا کہ کستوری دیں۔ (یہ طاقت کی دیسی دوائی ہوتی ہے) کستوری اس کے ابو کے پاس صندوق میں تھی۔ وہ جلدی جلدی نکالنے گئے۔ مگر حکیم صاحب نے دوبارہ کہا کہ نبض بہت ہی کمزور ہو گئی ہے۔ وہ اور جلدی جلدی کرنے لگے مگر حکیم صاحب نے عرض کیا کہ نبض نہایت کمزور ہے۔

دراصل اس وقت بچہ فوت ہو چکا تھا۔ ان کے حکیم دوست دراصل اپنے منہ سے فوت ہونے کے الفاظ نکالنا نہیں چاہتے تھے کہ اس سے بچہ کے والد صاحب کو بہت تکلیف ہو گی۔ بچے کے والد سمجھ گئے۔ خود آ کر نبض پر ہاتھ رکھا تو دیکھا کہ مبارک احمد فوت ہو چکا ہے۔ اس پر انہوں نے صرف "ہم اللہ ہی کے لئے ہیں اور یقیناً اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں" کہا اور بڑے اطمینان سے اپنا بستہ کھولا اور اپنے دوستوں کو بچے کی وفات کی اطلاع دینے کے لئے خطوط لکھنے بیٹھ گئے۔

مبارک احمد کو دفن کرنے گئے تو قبر کی تیاری میں ابھی دیر تھی۔ بچے کے والد قبر سے کچھ فاصلہ پر باغ میں بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد اپنے حکیم دوست کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو نیکیوں میں بڑھانے کے لئے دو قانون بنائے ہیں۔ ایک قانون شریعت اور ایک قانون قضاء و قدر۔ قانون شریعت کو خدا نے بندے کے ہاتھ میں دے دیا ہے۔ یعنی نماز روزہ عبادات کا حکم دیا ہے۔ جس میں اگر ہمیں تکلیف ہو تو ہم آسانی پیدا کر سکتے ہیں مثلاً اگر کوئی بیمار ہے۔ وضو کرنے سے تکلیف بڑھتی ہے تو تیمم کر سکتا ہے۔ نماز کھڑے ہو کر پڑھنے میں تکلیف محسوس کرتا ہے تو بیٹھ کر پڑھ سکتا ہے۔ روزہ نہ رکھ سکتا ہو بیمار ہو تو دوسرے وقت رکھ سکتا ہے لیکن قضاء و قدر کے قانون کے تحت کسی عزیز کے فوت ہو جانے پر اس کو جو تکلیف پہنچتی ہے اس میں بندے کا اختیار نہیں اگر کوئی آدمی خدا تعالیٰ کے لئے صبر سے کام لے خدا سے شکوہ نہ کرے (کیونکہ دنیا کی سب چیزیں خدا نے ہی دی ہیں۔ اگر کوئی چیز وہ واپس لیتا ہے تو وہ اسی کی تھی) تو وہ ایک دم خدا کا اتنا پیارا بندہ بن جاتا ہے کہ اتنا وہ چالیس سال نماز' روزے' سے نہیں بن سکتا۔ آپ نے فرمایا کہ صاحب ایمان یعنی نیک بندے کے لئے ایسے دن در حقیقت بڑی خوشی کے دن ہیں۔

یہ بچہ ہمارے پیارے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) کا بیٹا تھا۔ ان کی وفات پر حضرت صاحب اور بچے کی والدہ صاحبہ نے صبر کا اتنا اعلیٰ نمونہ دکھایا کہ خدا تعالیٰ نے خوش خبری دی کہ "خدا خوش ہو گیا" حالانکہ آپ کو بیٹے کی وفات کا غم تھا۔ آپ نے اس بچے کی قبر پر جو کتبہ لگوایا اس میں یہ شعر لکھوائے۔

جگر کا ٹکڑا مبارک احمد جو پاک شکل اور پاک خو تھا
وہ آج ہم سے جدا ہوا ہے' ہمارے دل کو حزیں بنا کر
برس تھے آٹھ اور کچھ مہینے' کہ جب خدا نے اسے بلایا
بلانے والا ہے سب سے پیارا
اسی پہ اے دل تو جان فدا کر

مبارک احمد کے پیدا ہونے پر ہی خدا تعالیٰ نے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کو بتا دیا تھا کہ وہ خدا کی طرف سے آیا اور جلد خدا کی طرف چلا جائے گا۔ چنانچہ جب مبارک احمد فوت ہو گئے تو لوگ روتے تھے۔ غمگین ہوتے تھے۔ لیکن آپ کے والد ہنس ہنس کر باتیں کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں اس سے بڑا خوش ہوں کہ خدا کی بات پوری ہوئی۔

یہ ہے اس زمانہ کے راستباز شخص کا نمونہ۔ ان کے یہ حکیم دوست حضرت مولوی نور الدین (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) تھے۔

آپ کا خط ملا

محترم عبدالکریم شرما صاحب لندن سے تحریر فرماتے ہیں۔

محترم مولانا نسیم سیفی صاحب

ایک امر کی تصحیح کے لئے یہ سطور لکھ رہا ہوں۔ روزنامہ الفضل کے ۲۰ دسمبر ۱۹۹۴ء کے شمارہ میں 'کاوش' کے زیر عنوان برادرم مکرم مقبول احمد ذبیح صاحب نے 'Anebi Maleng Mohammad' کتاب کا ذکر کیا ہے۔ ان کو ذہول ہوا ہے۔ یہ کتاب حضرت حکیم فضل الرحمان صاحب کی کتاب لائف آف محمدؐ' کا ترجمہ نہیں تھی بلکہ حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی کی تصنیف کا ترجمہ تھی جو انگریزی زبان میں The Holy Prophet Muhammad (SAW) کے نام سے شائع ہوئی تھی۔ اس میں آنحضرت ﷺ کے متعلق بائبل کی بشارات بھی شامل تھیں۔ شمالی یوگنڈا کے قبائل کی زبانوں میں اس سے پہلے دین حق کے متعلق کوئی کتاب نہ تھی۔ یہ پہلی کتاب تھی جو Lango قبیلہ کی زبان میں تیار ہوئی تھی Acholi قبیلہ بھی اس زبان کو سمجھ اور بول لیتا تھا۔ یوگنڈا کے اس وقت کے وزیر اعظم مسٹر ملٹن اوبوٹے (Mr. Milton Obote) اور وزیر داخلہ دونوں لانگو قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے۔ وزیر داخلہ نے دین حق کو قبول کر لیا تھا۔ کتاب کو طباعت کے لئے پریس میں بھجوانے کے بعد مجھے خیال آیا کہ ان سے گزارش کروں کہ وہ کتاب کا دیباچہ لکھیں۔ ان سے جب بات کی تو وہ خوشی سے دیباچہ لکھنے کے لئے آمادہ ہو گئے۔ لیکن عدیم الفرصتی کے سبب وہ جلد نہ لکھ سکے۔ کئی ماہ کے انتظار کے بعد ان کی طرف سے دیباچہ ملا۔ اس عرصہ میں پریس نے مجھے اطلاع کئے بغیر کتاب طبع کر دی۔ وزیر موصوف سے میں نے معذرت کی اور ان سے کہا کہ آئندہ ایڈیشن میں اس کو شامل کر لیا جائے گا۔

اس وقت یہ کتاب نایاب ہے۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ جنرل عیدی امین کے عہد میں جب فوجی انقلاب آیا۔ اس وقت ہمارے مخالفوں کو موقع مل گیا اور انہوں نے ہمارے لٹریچر پر قبضہ کر لیا اور یہ عجیب بات ہوئی کہ ہماری کتب جن کی وہ ہمیشہ مخالفت کیا کرتے تھے اور عوام کو ان کے پڑھنے سے روکتے تھے۔ قبضہ کرنے کے بعد خود انہوں نے ان کو گراں قیمت پر فروخت کیا۔ اس افراتفری کے دور میں یہ کتاب مفقود ہو گئی۔ اب اس کی ایک جلد بھی دستیاب نہیں ہے۔ ہمارے احباب سے جو یوگنڈا میں رہ چکے ہیں میں گزارش کروں گا کہ اگر ان میں سے کسی کے پاس یہ کتاب موجود ہو تو وہ اس کو امیر صاحب یوگنڈا کو بھجوا دیں تا جماعت اس تاریخی کتاب کو دوبارہ شائع کر دے۔

مکرم محمود مجیب اصغر صاحب لکھتے ہیں

روزنامہ الفضل ربوہ ۲۷۔ دسمبر ۱۹۹۴ء کے صفحہ اول پر عزیز ملک جمال احمد کی حادثاتی موت کی خبر پڑھی پھر ۱۰۔ جنوری ۱۹۹۵ء کے الفضل میں محترم ابن العطاء صاحب نے "میرا کالم" بھی اسی نوجوان کے سلسلے میں لکھا کہ ڈاکٹر عبدالخالق صاحب نے کئی باتیں اس عزیز کے بارہ میں انہیں بتائیں اور ایک تفصیلی مضمون لکھنے کا بھی وعدہ کیا۔ خاکسار راقم الحروف کا تعارف اس بچے سے بہت پہلے سے ہے یعنی ۱۹۸۱ء سے جب عزیز ملک جمال احمد ابھی چھوٹا بچہ تھا اور پرائمری کلاس کا طالب علم ہو گا۔ اس کے والد ملک رشید احمد صاحب ان دنوں مشرق وسطیٰ کی ایک فرم Drilling Blasting کے چیف انجینئر تھے اور یہ فیملی وہیں اس فرم کی چھوٹی سی کالونی میں ایک خوبصورت سے گھر میں رہ رہی تھی جو اچھی طرح فرنشڈ تھا۔ جمعہ کی نماز پر یہ بچہ

باقی صفحہ ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلال الدین عبداللطیف- امریکہ

میں نے دین حق کو کس طرح قبول کیا

میں امریکہ میں ایک مڈل کلاس ورکنگ فیملی میں پیدا ہوا۔ میرے والدین میتھوڈسٹ عیسائی تھے۔ میں ایک عام امریکن ماحول میں بڑھا پلا اور جوانی کی عمر کو پہنچ کر فوج میں بھرتی ہو گیا۔ ملٹری کو چھوڑنے کے بعد میں بوسٹن چلا گیا جہاں میں نے شادی کر لی۔ اس کے بعد نیویارک جانے سے پہلے کچھ عرصہ میں بوسٹن میں رہا۔ ان شہروں میں میں نے اپنے تمام دوستوں سے تعلقات دوبارہ استوار کئے۔

اس وقت نیویارک بہت سی سیاسی اور ثقافتی تحریکات کا آماجگاہ تھا۔ میں نے ان تحریکات میں دلچسپی لینی شروع کر دی۔ اور جلد ہی بہت سے نئے خیالات اور مختلف تمدنوں سے متاثر ہونے لگا۔ اس وقت میرا دوست اکبر مشرقی فلاسفی میں دلچسپی لینے لگا۔ وہ اکثر کوئی ایسی کتاب پڑھتا اور پھر مجھے وہ کتاب پڑھنے کے لئے دے دیتا۔ اور ہم دونوں اس کتاب کو پڑھنے کے بعد آپس میں اس پر بحث کرتے وہ یہ کتابیں ایک شخص عنایت خان سے حاصل کرتا ہے اور یہ وہ شخص تھا جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اس نے امریکہ میں صوفی ازم کو متعارف کروایا تھا۔ ہم دونوں ان کتابوں کو پڑھتے رہے اور میں نے محسوس کیا کہ ان دونوں تہذیبوں میں بہت گہرے اختلافات ہیں۔ اس زمانہ میں میں اس قسم کی کتابیں پڑھنے کے باوجود اپنی زندگی پرانی ڈگر پر گزارتا رہا۔ پھر ایک دن اکبر کو ایک کتاب ملی جس کا نام تھا "......اصول کی فلاسفی" اس نے وہ کتاب پڑھی اور اس کتاب کے مصنف اور اس میں جو بیان کیا گیا تھا اس سے بہت متاثر ہوا اس کتاب کے پچھلے صفحے پر احمدیہ تحریک کے امریکہ میں مراکز کی لسٹ دی گئی تھی۔ ان میں سے ایک مرکز بروکلین نیویارک میں واقع تھا۔ اکبر نے وہ کتاب تو مجھے پڑھنے کو دے دی اور خود وہ اس مشن ہاؤس کو گیا۔ واپسی پر اس نے مجھے بتایا کہ اس نے اس مشن ہاؤس میں بہت سے روحانی لوگوں سے ملاقات کی ہے۔ اس نے بتایا کہ وہ اس مشن ہاؤس میں ایک ایسے دوست سے ملا ہے جو ذہن میں آنے والے ہر سوال کا جواب جانتا ہے اگرچہ وہ اس معاملے میں بہت جذباتی ہو رہا تھا لیکن مجھے اس بات کی ضرورت محسوس نہ ہوئی کہ میں اپنی زندگی کے دھارے کو چھوڑ کر اس مشن ہاؤس کو جاؤں۔ درحقیقت میں اپنی موجودہ زندگی زندگی سے بالکل مطمئن تھا۔ لیکن اللہ کا یہ فضل مجھ پر ہوا کہ میں اس قسم کی جو بھی کتابیں مجھے ملتی رہیں میں ان کو پڑھتا رہا۔ کچھ عرصہ کے بعد، شائد اکبر کی مسلسل ترغیب کی وجہ سے میں اس بات کا قائل ہو گیا کہ مجھے بذات خود مشن ہاؤس جانا چاہئے سب سے پہلی دفعہ جب میں مشن ہاؤس گیا تو مجھے خدام کی ایک میٹنگ میں شامل ہونے کا موقعہ ملا۔ اس موقعہ پر میں نورالدین۔ اے۔ لطیف اور دوسرے کئی علماء سے ملا۔ اسی قسم کی کئی میٹنگز میں شامل ہونے کے بعد مجھے یقین ہے کہ اکبر نے مجھے کہا کہ مجھے اب بیعت کر لینی چاہئے۔ (اکبر اس وقت تک بیعت کر چکا تھا اور تمام میٹنگز میں حصہ لیتا تھا) لیکن میں نے خیال کیا کہ میں اپنی موجودہ زندگی کو خیرباد کہنے کے لئے ابھی پورے طور پر تیار نہیں ہوں۔ اس دوران احمدی احباب مجھے مسلسل یہ نصیحت کرتے رہے کہ مجھے دین حق کا طرز زندگی اختیار کر لینا چاہئے اگرچہ بلاشبہ یہ طرز زندگی اس سے بہت بہتر تھا جو کہ میں نے اس وقت اختیار کر رکھا تھا۔

آخر کار میں اس بات کا قائل ہو گیا کہ روحانیت کے بغیر اور خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کئے بغیر زندگی کا کوئی مقصد نہیں ہو سکتا۔ اگرچہ میری اٹھان ایک چرچ جانے والی فیملی میں ہوئی تھی۔ لیکن میں نے کبھی یہ محسوس نہیں کیا تھا کہ جو تعلیم ہمیں چرچ میں دی جاتی تھی وہ بالکل صحیح تھی۔ اور شائد اسی وجہ سے میں نے چرچ میں جانا چھوڑ دیا تھا۔ بعد میں جبکہ مجھے مذہب بہتر طور پر سمجھنے کا موقعہ ملا پھر بھی خدا کے متعلق عیسائی تعلیم سے مجھے کبھی تسلی نہیں ہوئی تھی۔ جب کہ دوسری طرف دین حق کا پیغام میری سوچ کے بالکل مطابق معلوم ہوتا تھا۔ اور اس بات نے میری زندگی کی کایا پلٹ دی۔

دین حق کی سب سے اہم تعلیم اللہ تعالیٰ کے متعلق تصور تھا۔ اگرچہ میں نے مذہبی معاملات میں کبھی دلچسپی نہیں لی تھی لیکن یہ بات میرے دل میں راسخ تھی کہ ایک ہستی ضرور ہے جو سب سے اعلیٰ وارفع ہے تاہم میں حضرت عیسیٰ کی الوہیت اور تثلیث کو کبھی تسلیم نہ کر سکا تھا۔ مجھے ان لوگوں پر رحم آتا تھا جو اس قسم کی وہمی باتوں اور بے مقصد کہانیوں پر یقین رکھتے تھے۔ میرے نزدیک اس قسم کے خیالات غیر معقول تھے اور انسانی فطرت کو ذلیل کرنے کے مترادف تھے۔ دین حق ایک زندہ، قادر مطلق، اور ہر جگہ موجود، اور قادر مطلق خدا کا تصور پیش کرتا ہے جس کا حکم ہر انسان کی زندگی اور اس کے ہر عمل پر کارفرما ہے۔

درحقیقت دین حق نے وہ کام کر دکھایا جس میں عیسائیت بالکل ناکام ہو چکی تھی۔ یعنی اس نے حضرت یسوع مسیح کے لئے محبت اور عزت کے جذبات پیدا کئے۔ اس کے علاوہ حضرت یسوع مسیح کی زندگی سے متعلق احمدیہ جماعت کے خیالات میرے لئے حیران کن تھے۔

ان تمام مضبوط دلائل کے علم ہو جانے کے بعد قدرتی طور پر میں چپ نہیں رہ سکتا تھا۔ آخر ایک دن برادر محمد صادق، جو کہ نیویارک جماعت کے امیر تھے، ان سے میں نے کہا کہ میں بیعت کرنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے اس پر انتہائی مسرت کا اظہار کیا اور مجھے اگلے اتوار کے روز بیعت فارم پُر کرنے کے لئے کہا۔ (سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں) مئی ۱۹۷۲ء کے دن برادر بلال سنی علی اور میں نے آرچر سٹریٹ مشن ہاؤس جمیکا، نیویارک میں، اپنے بیعت فارموں پر دستخط کر کے اپنی زندگی کا رخ خدا کی طرف موڑ دیا۔ اس دن سے لے کر آج تک میں نے پھر کبھی اپنی پہلی زندگی کی طرف مڑ کر نہیں دیکھا کبھی کبھی مجھے خیال آتا ہے کہ مجھ میں تو کوئی ایسی بات نہیں تھی کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنی برکات اور اس نعمت سے نوازا صرف اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص رحم سے مجھے اس سوال کا جواب سمجھایا۔ میرے آباء اجداد میں سے بہت سے لوگ مغربی افریقہ سے اس ملک میں بطور غلام لائے گئے تھے۔ ان میں سے اکثریت دین حق کے ماننے والے تھے شائد میرے آباء واجداد میں سے کسی نے اپنی انتہائی دکھ کی حالت میں اللہ تعالیٰ سے دعا کی ہو کہ اس کی نسل میں سے کسی کو سچی آزادی حاصل ہو۔ میرے دل میں اس بات کے متعلق کوئی شک و شبہ نہیں ہے کہ میں ہی ان دعاؤں کا ماحصل تھا۔ احمدیت میں میں نے وہ حقیقی آزادی پائی جو مجھ سے کوئی چھین نہیں سکتا۔ میں ان لوگوں کی حالت پر افسوس کرتا ہوں جو یہ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے قانونی طور پر آزادی حاصل کر لی ہے لیکن وہ یہ نہیں جانتے کہ حقیقی ایمان کے بغیر وہ پہلے سے بدتر غلامی میں جکڑے ہوئے ہیں۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کو اس حقیقی نعمت کو حاصل کرنے کی توفیق عطا کرے۔

میں نے نہ صرف دین حق کی تعلیم کو بہت اعلیٰ پایا بلکہ وہ تمام برادرز جن سے میری اس جماعت میں ملاقات ہوئی میں نے ان کو اس تعلیم کا صحیح نمونہ پایا۔

جب میں نے بیعت کی تو میری بیوی نے اس میں میرا ساتھ دینے سے انکار کیا لیکن میں نے کبھی اس کو اس کے لئے مجبور نہیں کیا۔ لیکن میں اس کے لئے دعائیں کرتا رہا اور اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے تقریباً دو سال کے بعد اس نے بھی مشن ہاؤس جانے کی خواہش ظاہر کی جہاں جا کر اس نے بیعت کر لی۔

اگرچہ جماعت میں شامل ہونے کے بعد میرے دوستوں یا میری فیملی نے کسی قسم کا احتجاج تو نہیں کیا لیکن میں نے محسوس کیا کہ ہمارے درمیان کچھ دوری ضرور واقع ہو گئی ہے۔ میں نے محسوس کیا کہ اگرچہ وہ میری زندگی میں جو تبدیلی پیدا ہو گئی تھی اس کی وجہ سے میری عزت کرتے ہیں لیکن چونکہ ہمارے طرز زندگی بالکل مختلف ہو گئے تھے اس لئے ہمارے تعلقات پہلے والے نہ رہ سکتے تھے۔ اس وجہ سے کئی دوست مجھ سے دور ہو گئے۔ لیکن (سب تعریف اللہ کے لئے ہے) مجھے اپنی نئی جماعت میں سے بہت سے دوست مل گئے جنہوں نے وہ خلاء پورا کر دیا۔ میری والدہ جن کے متعلق میں بہت متفکر تھا انہوں نے البتہ میری اس تبدیلی پر کوئی اعتراض نہیں کیا اور وہ مجھے میرے نئے نام سے ہی پکارنے لگیں۔ اگرچہ میں اب بھی ان سے دین حق کے متعلق بات کرتا ہوں لیکن معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے طریقہ پر مستحکم ہیں۔

۱۹۷۵ء میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے میں ربوہ اور قادیان گیا۔ یہ میری زندگی کا ایک ناقابل فراموش تجربہ تھا۔ جب میں قادیان اور ربوہ کے راستوں پر چلتا تھا تو میرا دل دین حق کے لئے محبت سے بھرتا جاتا تھا۔ قادیان میں مجھے اس کمرے میں سونے کی سعادت نصیب ہوئی جس میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ پیدا ہوئے تھے۔

بہشتی مقبرہ، بیت الدعا، اور بیت مبارک جیسی جگہوں کی زیارت میرے ایمان کی پختگی کا باعث بنی۔ اسی دوران میں نے حضرت میاں طاہر احمد صاحب سے ملاقات کی اور میں ان سے بہت متاثر ہوا آج بھی وہ میرے لئے تعلیم و تربیت کا ایک ذریعہ ہیں۔ میں حیران ہوتا ہوں کہ وہ اتنا کام جتنا کہ ان کو کرنا پڑتا ہے کس طرح کرتے ہیں صرف یہی بات ثابت کرتی ہے کہ وہ اللہ کا زندہ نشان ہیں۔ اے اللہ تو ان کو اعلیٰ صحت والی لمبی زندگی عطا فرما۔

آج کی دنیا میں شدید اخلاقی پستی ظاہر و باہر ہے۔ بہت سی شہری اور مذہبی جماعتیں دعویٰ کرتی ہیں کہ وہ دنیا کی حالت کو بہتر بنانے کے لئے کام کر رہی ہیں لیکن وہ اپنے مقصد میں کبھی کامیاب نہیں ہوتیں۔ صرف جماعت احمدیہ ایک ایسی تحریک ہے جو اس معاملے میں کامیاب و کامران ہے۔

وہ تمام لوگ جو سچائی کے متلاشی ہیں میری ان کو نصیحت ہے کہ وہ ہمیشہ اپنا ذہن کھلا رکھیں۔ اگرچہ ذرائع ابلاغ کے ذریعے گمراہی پھیلانے کی کوشش جو آج کی جارہی ہے اس سے پہلے کبھی نہیں کی گئی۔ لیکن ان کے ذریعے سے جو باتیں سچائی کے طور پر پیش کی جاتی ہیں ان کو ماننے سے پہلے، ان کو پرکھ ضرور لینا چاہئے۔

باقی صفحہ ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خادم حسین بٹالوی کے قلم سے ——————— بشکریہ ہفت روزہ لاہور

انگریز افسر - چند یادیں

انگریز حاکم تھا۔ صرف حاکم اس نے کبھی عوام کا خادم ہونے کا دعویٰ نہیں کیا تھا۔ البتہ وہ رموزِ مملکت جانتا تھا۔ ہماری بدقسمتی ہے کہ ہم نے اس سے کچھ نہ سیکھا۔ پاکستان بننے کے چند سال بعد جب حکومت میں افراتفری پھیلی تو ایک دوست نے خوب کہا تھا کہ

"ہم نے اطاعت کی صلاحیت پیدا کئے بغیر ہی حکمرانی شروع کردی"

اور یہ ایک حقیقت ہے کہ ہماری سب سے بڑی کمزوری یہی ہے کہ۔ ہم حکم دینا جانتے ہیں مگر خود حکم کی تعمیل کرنا عار سمجھتے ہیں۔ انگریز افسر متحمل مزاج اور بردبار ہوتا تھا۔ بسااوقات میرے اور انگریز افسر کے درمیان کسی معاملہ پر بحث چل نکلی اور کبھی کبھی ایسا بھی ہوا کہ اس انگریز افسر نے شکست کا اعتراف کرلیا۔ اس وقت اس کے چہرے پر نہ تو غصے کے آثار ہوتے اور نہ ہی وہ اس بات پر ندامت محسوس کرتا تھا کہ وہ ایک ماتحت افسر کے سامنے ہتھیار ڈال رہا ہے۔

تھانیدار کی دیانت داری ایک دفعہ ضلع کے ایک انگریز حاکم نے دیانتداری کے متعلق گفتگو شروع کی تو میں نے پوری آزادی سے کہا۔

"جناب دیانتداری ایک اضافی صفت ہے۔ الف دیانتدار ہے کیونکہ ب اس سے زیادہ بددیانت ہے پوری اور مکمل دیانتداری تو ہمارے ہاں کہیں نظر نہیں آتی۔"

جواب ملا "یہ درست ہے مگر میں چاہتا ہوں کہ ایک سب انسپکٹر سب انسپکٹر کے معیار کے مطابق ضرور دیانتدار ہو۔ جب میں پشاور میں تھا تو بڑے بڑے خوانین میری بیوی بچوں کے لئے شالیں لاتے تھے وہ مجھے مجبوراً قبول کرنا پڑتی تھیں۔ کیوں کہ میں خوانین کو ناراض نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اگر تمہارے کسی کھاتے پیتے زمیندار سے تعلقات ہیں وہ تمہارے ہاں آتا جاتا ہے۔ کھانا کھاتا ہے اور پھر وہ تم کو گندم، چاول گھی وغیرہ بھیج دیتا ہے تو میری نگاہ میں یہ رشوت خوری نہیں ہے۔

"رشوت لے کر مقدمات کو خراب کرنا اصل بددیانتی ہے اور وہ قابل مواخذہ ہے"

واقعہ ایک سپرنٹنڈنگ انجنیئر کا میرے خیال میں آج ہمارے ہاں کوئی بھی افسر ایسی گفتگو کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ ایک انگریز افسر کی بلند کرداری اس وقت ظاہر ہوتی تھی جب وہ اپنی غلطی تسلیم کرتا تھا۔ ایک دفعہ ایک تند مزاج انگریز سپرنٹنڈنگ انجنیئر کسی نہر کے بنگلے میں اچانک چلا گیا۔ اور تو کوئی افسر وہاں نہیں تھا۔ البتہ ایک عارضی کلرک (جس کی ملازمت کے خاتمے کا نوٹس اسے ملنے والا تھا) ایک ٹوٹی ہوئی کرسی پر ایک چوبی بورڈ رکھ کر بیٹھا ہوا تھا۔ یہ بورڈ دراصل دفتر کے باہر لٹکنا چاہئے تھا کیوں کہ اس میں نہروں میں پانی کے اخراج کی تفصیلات درج ہوتی تھیں۔ سپرنٹنڈنگ انجنیئر نے بورڈ کے متعلق سوال کیا تو کلرک نے جھٹ کرسی سے اٹھا کر بورڈ پیش کردیا۔ انگریز افسر غصہ میں آگیا اور کلرک کے منہ پر تھپڑ مار دیا۔ وہ بھی بھڑک اٹھا۔

"اور جواب آں غزل کے طور پر اس نے بھی ایک بھرپور چانٹا انجنیئر صاحب کو رسید کردیا"

جسے کھا کر سپرنٹنڈنگ انجنیئر خاموشی سے باہر نکل گیا۔ کلرک کو یقین تھا کہ اب چند گھنٹوں کے بعد اس کی ملازمت سے علیحدگی کا حکم مل جائے گا۔ چنانچہ اس نے انگریز افسر کے دفتر میں ٹیلی فون کیا تو معلوم ہوا کہ اس کے تمام کاغذات افسر نے منگوا رکھے ہیں۔ چند گھنٹوں کے بعد وہ کاغذات دفتر میں واپس آئے۔ تو عارضی کلرک کی فائل میں لکھا تھا (ترجمہ)

اس نے ایک کھیل کھیلا اور خوب کھیلا۔ اسے مستقل کیا جاتا ہے۔

ترکی بہ ترکی جواب پر ایک انگریز سپرنٹنڈنٹ پولیس نے ایک دیانتدار اور متدین قسم کے ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس کو کسی بات پر برا بھلا کہا۔ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ نے ترکی بہ ترکی جواب دیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ کپتان کو فوراً اپنی غلطی کا احساس ہو گیا اور اس نے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا (ترجمہ)

"ملک صاحب میں نے بھی کچھ سخت کلامی کی۔ جواباً آپ نے بھی کی۔ آیئے اب ہاتھ ملا کر دونوں غصہ تھوک دیں"

ایک خالص صنعت انگریز سچ بولنے کا عادی تھا اس لئے سچ کی قدر کرتا تھا جوانی میں مجھ سے دو ایسی حماقتیں سرزد ہوئیں کہ اگر افسر چاہتے تو میرے خلاف مقدمہ چلا سکتے تھے لیکن جب میں نے انہیں سچ سچ بتا دیا تو انہوں نے یہ کہہ کر کہ

"یہ غلطی ہے۔ بددیانتی نہیں۔ درگزر کردیا۔"

انگریز میں قربانی بالخصوص قوم اور ملک کے لئے کا جذبہ بدرجہ اتم موجود ہوتا تھا۔ دوسری جنگ عالمگیر کے موقع پر جب حکومت نے کفایت شعاری اور پٹرول کی بچت کے لئے احکام جاری کئے تو ان گنہگار آنکھوں نے دیکھا کہ۔ پرانے اور سینئر ایس۔ پی افسران تک کلب روڈ سے گرمیوں کے موسم میں سائیکل پر سیکرٹریٹ آرہے ہیں۔ انہی دنوں میں ایک نیم خواندہ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ نے ایک رپورٹ کاغذ کے صرف ایک طرف لکھی تو "ڈی آئی جی" نے رپورٹ پر لکھا (ترجمہ)

کاغذ بھی ان دنوں قیمتی اور کمیاب ہے ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس کو اس کے دونوں طرف لکھنا چاہئے۔

عجیب و غریب اختلاف ایک سب انسپکٹر نے لکھا کہ فلاں شخص شرابی، قمار باز اور زانی ہے۔ لہٰذا اس کا ہسٹری شیٹ جاری کھولنے اور رجسٹر نمبر ۱۰ میں درج کرنے کی اجازت دی جائے۔ سب انسپکٹر کی یہ درخواست غلط تھی کسی شخص کا "ہسٹری شیٹ" صرف اس کی مجرمانہ حرکتوں پر ہی کھولا جا سکتا ہے جب یہ درخواست ضلع کے رنگیلے مزاج انگریز ایس پی "ایس ڈی ایم سکاٹ" کو پڑھ کر سنائی گئی تو وہ مسکرایا اور پھر اپنا حکم لکھوایا۔

اگر شراب پینا جوا کھیلنا اور زنا کرنا ایک شخص کو اس قابل بنا دیتا ہے کہ اس کا ہسٹری شیٹ جاری کر کے اس کا نام رجسٹر نمبر ۱۰ میں درج کیا جائے۔ تو سب سے پہلے "مسٹر سکاٹ" کا نام رجسٹر ہونا چاہئے۔

پورا غور کرنے کے بعد انگریز افسر واقعات پر پورا پورا غور کر کے اپنا فیصلہ صادر کرتا تھا جو ہمیشہ واقعات کے مطابق ہوتا تھا ایک دفعہ ایک سکھ پی ڈی ایس پی نے انگریز ایس پی کے پاس شکایت کی کہ "میں نے قتل کا ایک مقدمہ خراب کردیا ہے۔ ایس پی نے مجھے بلا بھیجا اور پی ڈی ایس پی سے دریافت کیا کہ مقدمہ کی خرابی کا کیوں ذمہ دار ہوں (پی ڈی ایس پی نے کہا مقدمے میں تین ملزمان ہیں) دو سکھ جاٹ اور ایک بھنگی سب انسپکٹر نے دلیپ سنگھ جاٹ کو وعدہ معاف بنایا عین ممکن ہے کہ کسی مرحلہ پر دلیپ سنگھ دوسرے سکھ جاٹ (اپنے ہم قوم) کی رعایت کر جائے اور اس طرح مقدمہ خراب ہو جائے بہتر یہ تھا کہ تیسرے ملزم (واری سنگھ) کو وعدہ معاف بنایا جاتا۔ ایس پی نے مجھ سے پوچھا تو میں نے کہا۔ قتل کی عینی شہادت کوئی نہ تھی اس لئے وعدہ معاف بنانا ضروری تھا۔ مقتول کی نعش ایک جنگل سے ملی تھی تفتیش پر پتہ چلا کہ قتل کے ذمہ دار تین نوجوان (دلیپ سنگھ بچن سنگھ قوم جٹ اور واری چوہڑہ ہیں۔ میں نے اعلان کردیا کہ جو ملزم سب سے پہلے میرے پاس پیش ہو گا اس کو وعدہ معاف بنایا جائے گا۔ دلیپ سنگھ کے باپ نے مجھ سے مزید یقین دہانی چاہی اور میں نے اس کو یقین دلا دیا کہ میں اپنا وعدہ پورا کروں گا چنانچہ دلیپ سنگھ کے باپ نے لدھیانہ میں جا کر خود اپنے بیٹے کو گرفتار کرا دیا جب لوگوں نے دریافت کیا کہ اس نے ایسا کیوں کیا ہے تو دلیپ سنگھ کے بوڑھے باپ نے میرے وعدہ کیا ذکر کیا اس پر اس کے رشتہ داروں نے خوب لعن طعن کی کہ اس نے ایک سب انسپکٹر کے وعدے کا اعتبار کیا۔ اس بات سے اس قدر صدمہ پہنچا کہ دلیپ سنگھ کا باپ مر گیا۔ چنانچہ جب دلیپ سنگھ میرے پاس پہنچا۔ اور مجھے اس کے باپ کی موت کا علم ہوا۔ تو میں نے اس کو اپنے وعدے کے مطابق وعدہ معاف بنا دیا۔ یہ کہنے کے بعد (گفتگو انگریزی میں ہو رہی تھی) میں نے سپرنٹنڈنٹ صاحب سے کہا (ترجمہ) میرے خیال میں مجھے متوفی سے کیا ہوا وعدہ پورا کرنا چاہئے تھا سپرنٹنڈنٹ نے مجھ سے مزید یقین دہانی چاہی اور جب اس کو یقین آگیا کہ میں درست کہہ رہا ہوں تو اس نے پی۔ ڈی ایس پی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ سردار صاحب میرے خیال میں میرے سب انسپکٹر نے جو وعدہ ایک متوفی سے کیا وہ پورا ہونا چاہئے دلیپ سنگھ کو وعدہ معاف بننے دیجئے۔

عدم محاسبہ کی شکایت آجکل یہ شکایت عام ہے کہ اعلیٰ افسران اپنے ماتحت افسران کا محاسبہ نہیں کرتے اور نہ ہی ان کے کام کی صحیح نگرانی کرتے ہیں۔ ایسے اعلیٰ افسران سے کوئی بازپرس نہیں کی جاتی لیکن انگریز کے زمانے میں کوئی افسر کوتاہی کر کے خود کو محفوظ خیال نہیں کرتا تھا۔ تھانہ کی انسپکشن رپورٹ پر اکثر اوقات ڈی۔ آئی۔ جی نہایت سختی سے تھانے کے نگران افسران سے بازپرس کیا کرتا تھا۔

ایک مرتبہ ایک پرنٹنڈنٹ پولیس نے "ڈی ایس پی" کو انسپکشن رپورٹ پر حاشیہ کے ریمارک لکھے اس پر ڈی آئی جی نے خراب صورتحال کی ذمہ داری ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ اور سپرنٹنڈنٹ پر ڈالتے ہوئے لکھا۔

ایس پی کے اس قسم کے ششماہی ریمارکس محض سیاہی کا زیاں ہیں۔ ایک انگریز حاکم ضلع نے ایک نو آموز انگریز اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ کو میرے پاس ٹریننگ کے لئے بھیج دیا یہ نوجوان ذہین اور پڑھا لکھا تھا لیکن انتہائی سست تھا علی الصبح جاگ کر وردی پہن کر پریڈ میں شامل ہونا اس کے لئے موت سے کم نہ تھا۔ مجھ سے اس نوجوان انگریز افسر کی بہت رپورٹ طلب کی گئی میں نے پیش آمدہ واقعات کے متعلق رپورٹ کردی ایک مہینے کے بعد

باقی صفحہ ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بین المملکتی حالات - واقعات - شخصیات

طالبان --- کیا کریں کیا نہ کریں؟

افغانستان کی نئی ابھرنے والی فوجی و سیاسی طاقت جس نے چند ہفتوں کے اندر اندر افغانستان سمیت دنیا بھر کے متعلقہ علاقوں میں ہلچل مچا دی تھی اور افغانستان کے ایک تہائی حصے پر بغیر کسی مزاحمت کے قبضہ کر لیا تھا اور اب کابل کے دروازے پر آکے بیٹھ گئے تھے۔ اب گومگو کا شکار ہیں۔ ان کو یہ سمجھ نہیں آ رہی کہ وہ کابل پر حملے کریں یا نہ کریں۔ کابل کی حکومت صدر ربانی کے پاس ہے۔ صدر ربانی کے بڑے مخالف حکمت یار نے نہایت شاطرانہ انداز میں طالبان کا مقابلہ کرنے کی بجائے چہار آسیاب۔ ان کے حوالے کر دیا اور اس طرح سے گویا ان کو کابل کا راستہ دکھا دیا۔ چنانچہ طالبان دندناتے ہوئے کابل پہنچ گئے جہاں پر اقوام متحدہ کے نمائندہ محمود مستیری امن معاہدے کو آخری شکل دے رہے تھے اور خیال تھا کہ ۱۸۔ ۲۰۔ فروری کے لگ بھگ ایک عبوری کونسل اقتدار سنبھال لے گی۔ لیکن طالبان کا نیا فیکٹر افغان علاقے میں داخل ہونے سے صورت حال بالکل بدل کر رہ گئی اور صدر ربانی جو پہلے ہی نئے منصوبے کو اپنانے میں لیت و لعل کر رہے تھے ان کو بہانہ مل گیا چنانچہ انہوں نے منصوبے کو معرض التوا میں ڈال دیا۔ دیگر حلقے بھی طالبان کی پیش قدمی سے گھبرا گئے اور اقوام متحدہ کے نمائندے کی کئی ماہ کی بھاگ دوڑ ناکام ہو کر رہ گئی۔

طالبان کون ہیں؟ یہ دلچسپ سوال دنیا بھر کے ذرائع ابلاغ کی زبان پر ہے۔ یہ عجیب بات ہے کہ کسی کو یقینی طور پر پتہ نہیں کہ طالبان کی تنظیم کے پیچھے کیا ہے۔ پہلے یہ کہا گیا کہ یہ پاکستان کے تعاون سے بننے والی تنظیم ہے۔ پھر مولوی فضل الرحمان کی پارٹی کا نام لیا گیا کہ وہ اس کی پشت پر ہے۔ اس کے بعد امریکہ کا نام اب تسلسل سے لیا جا رہا ہے کہ اس نے ان کو منظم کیا ہے۔ پاکستان کی مسلح افواج کی انٹیلی جنس ایجنسی آئی ایس آئی کے سابق سربراہ جنرل حمید گل بھی افغان صورت حال میں بڑے سرگرم ہیں۔ ان کا نام بھی طالبان کو لگایا جا رہا ہے۔

جرمنی کے اخبارات نے لکھا ہے کہ یہ بات سننے میں آ رہی ہے کہ طالبان کو امریکہ کی حمایت حاصل ہے۔ یہ بھی کہا جا رہا ہے کہ طالبان کو برطانیہ اور امریکہ نے منظم کیا ہے اور ان کا مقصد یہ ہے کہ افغانستان کے دو ٹکڑے کر دیئے جائیں تاکہ دونوں حصے امن سے رہ سکیں اور دونوں کے حکمرانوں کی حکومت کرنے کی خواہش پوری ہو جائے۔

کراچی کے ہفت روزہ تکبیر کا خیال ہے کہ دو سال قبل امریکہ برطانیہ پاکستان کی حکومتوں اور ایک پاکستانی ادارے نے مل جل کر کوئٹہ کے دو مولویوں کو مالی امداد اور جدید مواصلاتی سامان دے کر افغانستان روانہ کیا گیا۔ یہ دونوں مولوی مسلسل سفر کرتے رہے اور انہوں نے سابق ظاہر شاہ کے حامیوں' سابق کمیونسٹوں (جنہوں نے اب داڑھیاں رکھ لی ہیں) اور بعض دیگر عناصر کو ایک ایک کر کے ساتھ ملایا خیال تھا کہ سابق شاہ ظاہر شاہ کے کسی فرد کو اقتدار دلوایا جائے اس کے بعد پشاور میں ایک بھرتی دفتر کھولا گیا۔ کمانڈر کو ۵۰۰ ڈالر اور عام سپاہی کو ۳۰۰ ڈالر دیئے جاتے تھے۔ سابق فوجیوں نے جلال آباد میں "مظلومین" کے نام سے ایک گروپ بنایا۔ سرحد اور بلوچستان میں ایک دینی جماعت کے مدارس گذشتہ دنوں بند کر کے طلباء کو بھی طالبان میں شامل کر دیا گیا۔

اس سارے قصے کا ایک اور دلچسپ پہلو یہ ہے کہ طالبان نے اب تک جس جس علاقے پر بھی قبضہ کیا ہے بغیر کسی جنگ کے کیا ہے۔ اور کابل کی حکومت بغیر جنگ کئے' جانے والی نظر نہیں آتی۔ طالبان کو ابھی تک کوئی جنگی کامیابی نہیں ملی۔ ان کے افراد بھی جنگ کے زیادہ تجربہ کار نہیں ہیں۔ بڑی تعداد طلباء کی ہے جو نو آموز ہیں۔ اس صورت حال میں طالبان گومگو کا شکار ہیں۔

طالبان کے تازہ بیان میں کہا گیا ہے کہ اہم شخصیات نے ہمیں یقین دلایا ہے کہ کابل آپ کو مل جائے گا۔ اس لئے ہم حملہ نہیں کر رہے۔ طالبان نے کہا ہے کہ قاضی حسین احمد اور حکمت یار ہمیں امریکی اور پاکستانی ایجنٹ قرار دے رہے ہیں۔ چور کو دوسرے بھی چور نظر آتے ہیں۔ طالبان یہ بھی کہا ہے کہ ہمیں نہ محمود مستیری کے مشوروں کی ضرورت ہے اور نہ حمید گل کے فارمولوں کی۔ ہم آل پارٹیز کانفرنس بلا کر امن فارمولا بنائیں گے۔ کامیابی نہ ہوئی تو آخری راستہ گولی کے ذریعہ نکالیں گے۔

تاہم طالبان نے یہ تسلیم کر لیا ہے کہ انہیں پاکستان کے مولوی فضل الرحمان سمیت کئی پاکستانی علماء کی اخلاقی مدد حاصل ہے۔ یہ تسلیم کرنا بتا رہا ہے کہ مولوی فضل الرحمٰن اس کے بعد پاکستان اور اس کے بعد امریکہ اور برطانیہ کے روابط کی باتوں میں اتنا بھی جھوٹ نہیں کہ ان قیاس آرائیوں کو سرے سے ترک ہی کر دیا جائے۔

یاد رفتگان ☆☆☆ ○ ☆☆☆ ○ ☆☆☆ امتہ النصیر طاہرہ

مکرم محمد شریف ہاشمی صاحب

میرے والد محترم محمد شریف ہاشمی ولد محمد حنیف صاحب ہاشمی ۲۲۔ جنوری ۱۹۹۵ء کو ۸۸ سال کی عمر میں وفات پا گئے۔

آپ ۱۹۰۷ء کو موجووال (بھارت) میں پیدا ہوئے اور پھر اپنے دیگر رشتہ داروں کے ساتھ لاہور آ گئے' پاکستان بننے کے بعد بھی لاہور میں ہی رہے اور انہیں دنوں میں آپ نے اپنے گھر میں اکیلے احمدیت قبول کرنے کی سعادت حاصل کی۔ کچھ عرصہ بعد آپ ربوہ آ گئے اور دارالصدر شمالی میں رہائش اختیار کی۔ اور پھر عمر کا باقی لمبا عرصہ یہی گزرا۔

آپ واپڈا میں ایک اہم عہدے پر فائز رہے لیکن انتہائی دیانتداری کے ساتھ اپنے فرائض کو ادا کیا اور جس کا ذکران کے غیر از جماعت رفقائے کار اور ماتحت بھی کرتے ہیں۔ آپ کو مرکز سلسلہ سے کمال درجہ کا عشق تھا اور اسی وجہ سے آپ باقی بیٹوں اور بیٹیوں کے اصرار کے باوجود ربوہ میں ہی رہے حالانکہ آپ کی بینائی قریباً دس بارہ سال سے ختم ہو چکی تھی۔

نماز باجماعت کا بہت التزام فرماتے اور بینائی نہ ہونے کے باوجود آپ اپنے نواسوں کے ہمراہ بیت الذکر میں جا کر نماز پڑھتے۔ یہاں تک کہ ڈاکٹروں نے جب زیادہ چلنے سے منع کیا تو آپ گھر میں نماز کا اہتمام کرتے اور پنجوقتہ نمازوں اور تہجد میں بے حد باقاعدگی اور التزام فرماتے۔

آپ نے دو شادیاں کی تھیں ایک احمدیت قبول کرنے سے قبل اور ایک احمدیت کے بعد۔ پہلی بیوی اور اس سے اولاد احمدیت کی نعمت سے محروم ہی ہے۔ دونوں بیویوں کے بطن سے ۴ بیٹے اور ۴ بیٹیاں ہیں۔

آپ کی نماز جنازہ ۲۳۔ جنوری کو دفاتر صدر انجمن احمدیہ کے احاطہ میں مکرم حافظ مظفر احمد صاحب نے پڑھائی اور موصی ہونے کی وجہ سے بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی۔ قبر تیار ہونے پر مکرم میجر حمید احمد کلیم صاحب نے دعا کروائی۔

دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ موصوف کو جنت میں جگہ دے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

بقیہ صفحہ ۳

اکثر اپنے والد کے ساتھ ہوتا وہاں جتنے بھی دوست اس وقت موجود تھے ان سب میں یہ گھرانہ زیادہ متمول تھا اور مالی قربانیوں میں بھی سب سے آگے تھا درمیان میں کچھ عرصہ ملک رشید احمد پاکستان آگئے' دارالعلوم میں خوبصورت کوٹھی تعمیر کروائی پھر اس فرم کے مالک نے بلوا لیا اور ایک بار پھر یہ فیملی بیرون پاکستان چلی آئی۔ بعد میں اس فرم کو چھوڑ کر وہیں پر ایک انگلش فرم نے انہیں پورے ملک کا جنرل مینجر بنا دیا۔ ان کے ماتحت کئی انگریز انجینئر بھی تھے بڑی باعزت زندگی گذار رہے تھے۔ جمال اور بلال ان کے دو بچے تھے اور ایک بچی۔ ان کی اہلیہ بھی بڑی سلجھی ہوئی اور سب سے ملنے والی حسن سلوک کرنے والی تھیں انہوں نے اپنے گھر کے دروازے کے باہر حضرت امام الثالث کا ایک چھوٹا سا فوٹو لگایا ہوا تھا اور آپ کا ہی ماٹو لکھا ہوا تھا

Love For All Hatred for None

ملک رشید احمد صاحب بہت فراخ دل تھے اور بہت نڈر صرف خدا سے ڈرنے والے تھے اور یہی تربیت انہوں نے اپنی اولاد کو دی تھی ستمبر ۱۹۸۷ء میں خاکسار ان سے ملاقات کر کے اور دعوت کھا کر واپس پاکستان آیا خاکسار کو ایئرپورٹ تک الوداع کہنے آئے اور دسمبر میں اس سال ایک حادثے کے نتیجہ میں موت کا شکار ہو گئے۔

اس کے والد نے اپنی زندگی میں ربوہ میں نئی جلسہ گاہ کے سامنے ایک پلازا شروع کروایا تھا اس کے سلسلہ میں ایک بار خاکسار کو ملنے آیا۔ بڑا متحمل مزاج' سلجھا ہوا۔ مؤدب اور اپنے باپ کی طرح فراخدل تھا۔ پلازا کے ٹھیکیدار کا دعویٰ تھا کہ ملک رشید صاحب کے ساتھ جن ڈرائنگوں پر ٹھیکہ ہوا تھا ان میں سے بعض Revise بھی ہوئی تھیں اور اس لئے کنکریٹ اور لوہے کا سریا زیادہ بنتا ہے جبکہ تحریری معاہدہ کے مطابق وہ کم بنتا تھا۔ خاکسار نے اپنی سمجھ بوجھ کے مطابق ٹھیکیدار کی تائید کی اور جمال احمد نے نہایت فراخدلی سے وہ زائد رقم ٹھیکیدار کو دینی منظور کر لی۔

بقیہ صفحہ ۴

آج سچائی صرف دین حق میں ہی پائی جا سکتی ہے۔ میں اپنے ملک کے تمام لوگوں کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ اپنے آپ کو شیطان سے بچائیں وہ شیطان جو کہ خدا کا راندہ ہوا ہے حقیقی دین حق سے باہر آج کوئی امن نہیں ہے اس لئے آیئے اور اسے اپنا مستقل ٹھکانہ بنایئے

آیئے ہم سب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس دنیا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اطلاعات و اعلانات

سے برائی کا اندھیرا دور کر دے اور اپنے بندوں کو سمجھ عطا کرے کہ وہ اس کا پیغام پہچان سکیں اور اس کو قبول کر سکیں۔

بقیہ صفحہ ۵

نوجوان اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ کو ملازمت سے علیحدہ کر دیا گیا۔

تشدد کی ممانعت ایک مرتبہ مسٹر ویس ڈی آئی جی نے گشتی احکام جاری کر دیئے کہ تشدد بالکل نہ کیا جائے اس حکم پر جب عملدر آمد شروع ہوا تو یکدم جرائم میں زیادتی ہو گئی۔ مسٹر ویس کو کسی نے کہا کہ یہ نتیجہ ہے اس گشتی مراسلے کا "مسٹر ویس نے وہ حکم تو برقرار رکھا لیکن اپنے حلقہ میں گھوڑے پر دورہ شروع کر دیا جس گاؤں میں جاتا وہاں کے بدمعاشوں کو اپنے سامنے پڑواتا" نتیجہ یہ نکلا کہ چند ماہ بعد حالات پھر معمول پر آگئے۔

وقت کی پابندی انگریز افسر وقت کا شدت سے پابند تھا وہ عین وقت پر دفتر آتا تھا اس کا نتیجہ یہ نکلتا تھا کہ دفتر کا تمام اسٹاف وقت پر دفتر میں موجود رہتا۔ دفتری اوقات میں انگریز افسر اور کوئی کام نہ کرتا تھا اس کے بعد وہ اپنے وقت کا بادشاہ ہوتا تھا۔

ماتحتوں کے آرام کا خیال ایک انگریز افسر اپنے ماتحت افسروں کے آرام کا بھی خاص خیال رکھتا تھا۔ ایک سب انسپکٹر پولیس جو رات بھر ایک سیاسی جلسہ کی روداد لکھنے میں مصروف رہا تھا اور پھر واپس آکر دیر تک اس کی رپورٹ لکھتا رہا تھا دن کو سپرنٹنڈنٹ پولیس کے دفتر میں آکر اس کے ساتھ والے کمرے میں تھکا ہارا سو گیا۔ سپرنٹنڈنٹ اچانک اپنے کمرے میں جو گیا تو اردلی نے بڑھ کر سب انسپکٹر کو جگانے کی کوشش کی سپرنٹنڈنٹ پولیس نے اردلی کو جھڑکتے ہوئے کہا۔

سونے دو اس کو مت جگاؤ یہ رات بھر جاگتا رہا ہے۔ اور وہ سب انسپکٹر کئی گھنٹے وہاں سویا رہا۔ کون ہے ایسا روادار افسر جو آج اپنے ماتحت کی مشکلات کا اسقدر خیال کرتا ہے۔

بردباری اور تحمل اس طرح انگریز افسران کی بردباری اور تحمل مزاجی کی بیسیوں مثالیں دی جا سکتی ہیں۔ سائمن کمیشن کے جنازے کے جلوس پر شدید لاٹھی چارج کیا گیا جب جلوس منتشر ہو گیا تو انگریز سپرنٹنڈنٹ پولیس۔ انگریز ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ اور ہم لوگ کھڑے تھے اتنے میں عورتوں کا ایک مجمع ہماری طرف بڑھتا ہوا آیا قریب آکر ایک عورت نے ایک سپاہی سے لاٹھی چھین کر ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کے پیٹ کو ٹھوکر مار کر اسے زمین پر گرا دیا۔ جب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ ہیٹ اٹھانے کے لئے جھکا تو اس عورت نے پورے زور سے لاٹھی اس کی کمر پر دے ماری اس اثناء میں کانگرس کے چند والنٹیئر آگئے اور عورتوں کو حلقے میں لے کر ان کو وہاں سے ہٹا دیا۔ بجائے اس کے کہ انگریز سپرنٹنڈنٹ پولیس عورتوں کے اس خلاف قانون مجمع کے خلاف کوئی کارروائی کرتا وہ دیر تک۔ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس کی کسمپرسی پر ہنستا اور ہمیں ہنساتا رہا۔

دیانتدار افسر انگریز افسران انتہائی دیانتدار ہوتے تھے منٹگمری کے ایک سپرنٹنڈنٹ پولیس کی کار خراب ہو جایا کرتی تھی وہ اس کی مرمت کے لئے رینالہ خورد آیا کرتا تھا چنانچہ چلنے سے پہلے وہ ڈی آئی جی کو لکھا کرتا تھا۔ میں اپنی کار کی مرمت کے لئے رینالہ خورد جا رہا ہوں وہاں کام بھی کروں گا لیکن صرف تنخواہ وصول کروں گا۔ سفر خرچ نہیں لوں گا ایک دوسرا انگریز سپرنٹنڈنٹ پولیس ایک دفعہ عجلت میں شاہدرہ سے گوجرانوالہ جاتا ہوا ریل کا ٹکٹ نہ خرید سکا۔ شام کو جب گوجرانوالہ سے واپس شاہدرہ پہنچا تو اپنے منشی سے کہنے لگا منشی ہم نے صبح ٹکٹ نہیں لیا تھا آپ جا کر اب گوجرانوالہ کا ایک ٹکٹ لے آئیں جب منشی گوجرانوالہ کا ٹکٹ لے آیا تو سپرنٹنڈنٹ پولیس نے ٹکٹ پھاڑ دیا۔ کاش ہم لوگ ان غیر ملکی حکمرانوں سے کچھ اچھی باتیں بھی سیکھتے۔

(ہفت روزہ لاہور ۱۴۔ جنوری ۱۹۹۵ء)

گم شدہ رسید بک

○ گزارش ہے کہ ایک عدد رسید بک نمبر ۵۲۷۵ قیادت نور راولپنڈی کو جاری کی گئی تھی وہ گم ہو گئی ہے رسید نمبر ا تا رسید نمبر ۱۰ تک رسیدیں کاٹی گئی تھیں۔ اس لئے گزارش ہے کہ مزید کوئی رسید بک ہذا کی رسید پر اگر جاری کرے تو رسید حاصل نہ کریں۔ ملنے کی صورت میں دفتر خدام الاحمدیہ ایوان محمود ربوہ کو بھجوا دیں۔

(مہتمم مال مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان)

اعلان داخلہ
گورنمنٹ ٹیکنیکل
ٹریننگ سنٹر رحیم یار خان

○ پرنسپل ادارہ ہذا نے مندرجہ ذیل ٹریڈز میں (فرسٹ شفٹ) میں داخلہ کا اعلان کیا ہے۔ مطبوعہ فارمز پر درخواست جمع کروانے کی آخری تاریخ ۹۵-۳-۲۳ مقرر ہے۔

۱۔ الیکٹریشن (میٹرک) ۲۔ مشینسٹ (مڈل)
۳۔ ڈرافٹسمین مکینیکل (میٹرک) ۴۔ آٹو اینڈ فارم مشینری مکینک (مڈل)
۵۔ ٹرنر (میٹرک) ۶۔ فٹر جنرل (مڈل)

مزید تفصیلات کے لئے روزنامہ جنگ مورخہ ۲۴-۲-۹۵ ملاحظہ فرمائیں۔

(نظارت تعلیم)

شجرکاری۔ وقت کی اہم ضرورت

موسم بہار کی آمد ہے اور تمام ملک میں شجرکاری کی مہم کا آغاز ہو چکا ہے۔ ربوہ میں بھی شجرکاری وقت کی اہم ضرورت ہے۔ ربوہ کی تزئین اور اچھی آب و ہوا کے لئے زیادہ سے زیادہ درخت لگانے کا اہتمام ہونا چاہئے اس ضمن میں اہالیان ربوہ کی خدمت میں گزارش ہے کہ اس موسم میں شجرکاری میں بھرپور حصہ لیں اور گھر کی سطح پر اس میں شمولیت کریں۔

۱۔ ہر گھر کم از کم ۲ پودے یا درخت لگائے۔

۲۔ پودے لگانے سے پہلے گڑھے کھود کر زمین تیار کی جائے۔

۳۔ پودوں کی دیکھ بھال اور نگہداشت کا باقاعدہ اہتمام کیا جائے اور بڑے ہونے تک بکریوں اور بچوں سے اس کی حفاظت کی جائے۔

۴۔ اپنے گھر کے سامنے گلی میں بھی پودے لگائیں جس میں ترتیب کو ملحوظ رکھا جائے۔

احباب کرام کی سہولت کے لئے گلشن احمد نرسری نزد سومنگ پول میں ہر ذوق کے مطابق مختلف قسم کے سایہ دار' پھلدار' پھولدار پودے تیار کئے گئے ہیں۔ آپ وہاں سے حسب ضرورت پودے ارزاں قیمت پر دن کے اوقات میں ہر وقت حاصل کر سکتے ہیں۔ گلشن احمد نرسری میں موسم کے مطابق پھول۔ خوشبودار پودے۔ بیلیں۔ برآمدے میں رکھنے والے گملے۔ صحنوں میں رکھنے یا لگانے والے خوبصورت پودے مہیا ہیں۔

ایسے احباب کرام ہماری درخواست کو شرف قبولیت بخشتے ہوئے اس موسم میں شجرکاری کی مہم کو کامیاب بنائیں گے اور گلشن احمد نرسری سے بھرپور فائدہ اٹھائیں گے تا ربوہ کو سرسبز بنایا جا سکے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

سیکرٹری تزئین ربوہ کمیٹی

امداد برائے مستحق طلباء

○ شعبہ امداد طلباء مستحق طلباء کی امداد کے لئے صدر انجمن احمدیہ میں مشروط بآمد کے طور پر ہے۔ اس کے اخراجات عطیات اور صدقات کے ذریعے پورے کئے جاتے ہیں۔

شعبہ امداد طلباء مخیر احباب کی اعانت کا محتاج ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو رمضان کے ان مبارک ایام میں اس کار خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے۔

عطیات اور صدقات کی رقوم اس وضاحت کے ساتھ کہ یہ رقم عطیہ یا صدقہ برائے امداد طلباء ہے۔ براہ راست بنام نگران امداد طلباء یا خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں بمد امداد طلباء بھجوا کر ممنون فرمائیں۔

گلشن احمد نرسری

احباب کرام کی سہولت کے لئے سومنگ پول کے قریب گلشن احمد نرسری کو ہر قسم کے پودوں کے لئے تیار کیا گیا ہے جو ارزاں قیمت پر دستیاب ہوں گے گلشن احمد نرسری میں ہزاروں کی تعداد میں مختلف قسم کے سایہ دار سفیدہ۔ سکھ چین۔ پاپولر وغیرہ پھلدار کنو۔ آم۔ امرود۔ جامن وغیرہ۔ پھولدار غیر موسمی اور موسمی پھلدار پودے خوشبودار پودے۔ برآمدوں اور صحنوں کی تزئین والے پودے۔ خوبصورت گملے۔ مختلف قسم کی بیلیں مہیا ہیں۔ اور دن کے اوقات میں حاصل کئے جا سکتے ہیں۔

امید ہے آپ اپنی اس نرسری سے بھرپور فائدہ اٹھائیں گے

سیکرٹری تزئین ربوہ کمیٹی

عطیات برائے مریضان

فضل عمر ہسپتال سے غریب اور نادار مریض اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ طبی سہولتوں سے بکثرت استفادہ کر رہے ہیں ان مریضوں کو مفت ادویات کے علاوہ لیبارٹری ایکسرے اور ای سی جی کی سہولیات کے ساتھ اپریشنز کی سہولت بھی مہیا کی جاتی ہے ان پر اٹھنے والے کثیر اخراجات کو صدر انجمن کے علاوہ احباب جماعت کے عطیات سے پورا کیا جاتا ہے۔

لہٰذا مخیر احباب کی خدمت میں درخواست ہے کہ اس کار خیر میں حصہ لے کر محدود وسائل والے مریضوں کی مدد کر کے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کریں۔ (ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال۔ ربوہ)

بقیہ صفحہ ۱

تو خدا تعالیٰ اس رنگ میں بھی دلواتا ہے۔ جو لوگ خدا تعالیٰ کے لئے خرچ کرتے ہیں ان کی آمدنیوں میں ترقی ہوتی ہے۔

(از خطبہ ۳۔ نومبر ۱۹۱۶ء)

خبریں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ربوہ : 2- مارچ-1995ء
آج دھوپ نکلی ہے
درجہ حرارت کم از کم 9 درجے سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ 20 درجے سنٹی گریڈ

○ قومی اسمبلی کے سپیکر مسٹر یوسف رضا گیلانی نے کہا ہے کہ میں وزیراعظم کی خطرناک "پوسٹ" کا امیدوار نہیں ہوں۔ سپیکر کا یہ کام نہیں کہ وہ اپنے عہدے کے تقاضے پورے نہ کرے اور حکومت کے خلاف سازش میں شریک ہو۔ ایسا سوچنا میرے عہدے کی توہین ہے۔ اپوزیشن سے میرا تعلق بطور سپیکر ہونا چاہئے۔ انہوں نے کہا کہ اسمبلیاں اپنی مدت پوری کریں گی لیکن سیاست میں کوئی چیز حتمی نہیں ہوتی۔

○ سابق نگران وزیراعظم مسٹر معین قریشی نے کہا ہے کہ اگر عوام حکومت کے خلاف ہیں تو عوامی نمائندے بھی اس کا ساتھ چھوڑ دیں گے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان میں امن وامان کی صورت حال بہت خراب ہے۔ بھارت کے تیور بگڑے ہوئے ہیں ہمیں متحد رہنے کی ضرورت ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ نہیں سوچنا چاہئے کہ امریکہ کا ہر قدم پاکستان کے مفاد میں اٹھے گا اور نہ یہ سوچنا چاہئے کہ امریکہ ناراض ہو جائے گا۔

○ قائد حزب اختلاف مسٹر نواز شریف نے کہا ہے کہ عدلیہ ایسی حکومت کی آلہ کار نہ بنے جو بہت جلد ختم ہونے والی ہے۔ حکومت ملکی قانون کو بگاڑ کر اور عدلیہ کو تابع فرمان کرکے اپنی عمر دراز کرنا چاہتی ہے حکومت کسی اپوزیشن لیڈر کے خلاف ثبوت پیش نہیں کر سکی۔ خوف و ہراس کی کوئی مہم یا جھوٹے مقدمات ہمارے عزم کو شکست نہیں دے سکتے۔ ہر آنے والے دن پیپلز پارٹی کا عوام دشمن کردار واضح ہو رہا ہے۔ حکومت نے سیاسی کارکن داخل کرکے عدلیہ کو خطرے سے دوچار کر دیا ہے۔

○ لاہور کے دس جوڈیشنل مجسٹریٹوں نے عدالتوں میں دو دو سال سے بطور گواہ پیش نہ ہونے پر ۴۰۰ پولیس اہلکاروں کے وارنٹ گرفتاری جاری کر دیئے ہیں۔ ان میں ڈی ایس پی تک کے عہدے کے افسران بھی شامل ہیں۔

○ کشمیر کمیٹی کے سربراہ نوابزادہ نصراللہ خان نے کہا ہے کہ وزیراعظم کے دورۂ امریکہ سے زیادہ امیدیں وابستہ نہ کی جائیں۔

پریسلر ترمیم کی موجودگی میں کوئی خوش فہمی نہیں ہونی چاہئے کراچی کی صورت حال سے دنیا بھر میں ملک کی رسوائی ہو رہی ہے۔ مفاہمت کی راہ اپنانی چاہئے۔ اپوزیشن گرینڈ الائنس نہ بنائے اس سے جمہوری اداروں کو نقصان پہنچنے کا خطرہ ہے۔

○ پولیس کی بھاری نفری نے گذشتہ روز لاہور کی نواحی بستی ٹھوکر نیاز بیگ کا محاصرہ کر لیا یہ جگہ فقہ جعفریہ کی تنظیم سپاہ محمد کا مرکز بیان کی جاتی ہے۔ ایک ایس پی کو گولی لگنے کی خبر مشہور ہوئی مگر وہ محفوظ رہے۔ آپریشن کے دوران فائرنگ کا تبادلہ شروع ہوا۔ جدید اسلحہ سے لیس کمانڈوز نے پوزیشن سنبھال کر کارروائی شروع کی تو سپاہ محمد کے کارکنوں نے مورچہ بند ہو کر فائرنگ شروع کر دی۔ آپریشن کے دوران شہر بھر کی پولیس کے اعلیٰ سربراہ ٹھوکر نیاز بیگ کے باہر موجود تھے۔ پولیس حکام نے صبح تک محاصرہ کو مکمل کرنے کی کامیابی کا دعویٰ کیا۔ ۱۸۔ افراد کو اسلحہ سمیت گرفتار کر لیا گیا۔ جنہوں نے خود ہتھیار ڈالے۔

○ کابل کے نواح میں قبضہ حاصل کرنے والے طالبان نے اپنی حکومت قائم کر لی ہے انہوں نے چوری کے الزام میں ۳۔ نوجوانوں کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے۔ قتل کے ۲۔ ملزموں کو موت کی سزا دے دی گئی۔ یہ فیصلے اسلامی عدالتوں کے ذریعے سنائے گئے۔

○ مسلم لیگ (ن) کے سیکرٹری اطلاعات مسٹر مشاہد حسین نے الزام لگایا ہے کہ چکوال کے زلزلہ پیما مرکز سے الیکٹرانک آلات کے ذریعے پاکستان کے ایٹمی پروگرام کی جاسوسی کی جا رہی ہے یہ مرکز پاکستان کا ایٹمی پروگرام ختم کرانے کے لئے اہم اقدام ہے پاکستانی وزیراعظم اور امریکہ کا اسلامی بنیاد پرستی کے بارے میں ایک ہی نظریہ ہے۔

○ وائس آف جرمنی نے کہا ہے کہ حکومت کراچی میں سیاسی کی بجائے انتظامی اقدامات سے حالات بگاڑ رہی ہے۔

○ وزیر مملکت برائے قانون رضا ربانی نے کہا ہے کہ اپوزیشن عدلیہ کا مذاق اڑا کر توہین عدالت کا ارتکاب کر رہی ہے۔ انہوں نے الزام لگایا کہ سابق وزیراعظم مسٹر نواز شریف نے مسلم لیگی عہدیداروں کو جج بنایا اور خصوصی عدالتوں کے جج اپنی مرضی سے مقرر کئے۔

○ بی بی سی نے بتایا ہے کہ کراچی میں حالات بتدریج بہتر ہو رہے ہیں۔ بازاروں کی رونق واپس آ رہی ہے لوگ توقع کر رہے ہیں کہ عید کا تہوار بخیریت گذر جائے گا۔

○ لاہور میں پولو گراؤنڈ کے ملازمین نے عدالت میں فائرنگ کر دی مجسٹریٹوں نے چھپ کر جان بچائی۔

○ اردو بازار لاہور میں کلاشنکوف برداروں نے افطاری سے چند منٹ قبل بھرے بازار میں فائرنگ کرکے ایک مشہور ناشر کو قتل کر دیا۔ اردو بازار میں سراسیمگی پھیل گئی۔ دکانداروں نے بطور احتجاج دکانیں بند کر دیں۔

○ وزیر داخلہ میجر جنرل ریٹائرڈ نصیراللہ بابر نے کہا ہے کہ یونس حبیب کے خلاف فیصلے سے یہ واضح ہو گیا ہے کہ اپوزیشن کا یہ پروپیگنڈا باطل تھا کہ یونس حبیب کے خلاف کیس محض نورا کشتی ہے۔ ایف آئی اے کا یہ پہلا کیس ہے کہ جس میں ملزم کو نہ صرف سزا ہوئی بلکہ ریکارڈ جرمانہ ہوا۔

○ وزیر اعلیٰ سرحد مسٹر آفتاب احمد خان شیرپاؤ نے کہا ہے کہ ہم کالا باغ ڈیم کے کل بھی مخالف تھے آج بھی مخالف ہیں۔

○ پنجاب حکومت کا ٹارگٹ ۸۴۵ فرقہ پرستوں کی گرفتاری ہے پولیس کو حتمی فہرست دے دی گئی ہے۔ ان لوگوں پر قتل و غارت گری اور بم دھماکوں کے الزامات ہیں۔ ایک دوسری فہرست توڑ پھوڑ کرنے والوں کی ہے۔ اس میں سپاہ صحابہ کے سب سے زیادہ، تحریک جعفریہ کے دوسرے نمبر پر اور سپاہ محمد کے تیسرے افراد تیسرے نمبر پر ہیں۔ یہ لوگ تین تین ماہ کے لئے گرفتار ہو جائیں گے۔

○ سابق وزیراعظم مسٹر نواز شریف کی والدہ اور اہلیہ کو گوشواروں میں جائیداد چھپانے پر نوٹس جاری کر دیئے گئے ہیں۔

قدیمی • اولین • مشہور آفاق
مطب حمید
۱۹۱۱ء سے معروف خدمت ادارہ
مشہور دواخانہ رجسٹرڈ
جی ٹی روڈ نزد پنڈی بائی پاس گوجرانوالہ
فون: 254634

ہر قسم کے زیورات کا مرکز
انوار گولڈ سمتھ
اکرام مارکیٹ اقصیٰ روڈ نزد الائیڈ بنک
ربوہ
پروپرائیٹر: انوار احمد ولد
ڈاکٹر عبدالغفور زاہد آف سرگودھا

مرض اٹھرا کے مشہور معالج حکیم نظام جان کے فرزند کے
دواخانہ محافظ صحت اوکاڑہ
کو خدمت کا موقع دیں۔ خالص اجزاء سے تیار شدہ ادویہ آپکو اسی دواخانہ سے دستیاب ہوں گی۔ اٹھرا کی گولیاں، زوجام عشق، ایچ کے این اولاد نرینہ وغیرہ۔ حکیم عطاء الرحمٰن علوی
دواخانہ محافظ صحت کوٹھی نہال سنگھ سٹریٹ اوکاڑہ

گھر بیٹھے دنیا کی نشریات سے لطف اندوز ہوں
ہر قسم کے ڈش انٹینا خریدنے کیلئے
قیمت ۱۵,۰۰۰/- ڈش 8 فٹ بمع مکمل فٹنگ
21 - ہال روڈ
نیو محمود ٹیلیویژن لاہور
فون: 7226508 - 355422
7235175

شدید ناقابل برداشت درد
PAINS CURATIVE SMELL
پینز کیوریٹو سمیل سے منٹوں میں ختم۔ آرام نہ آئے تو 24 گھنٹے میں واپس
نوٹ: ہر قسم کی دواؤں کے استعمال کے دوران بھی سونگھی جا سکتی ہے
فی شیشی: ۲۰/- روپے۔ اچھے ہومیوپیتھک و میڈیکل سٹورز سے یا معہ ۱۵ روپے ڈاک خرچ
کیوریٹو سمیلز انٹرنیشنل ربوہ سے طلب کریں فون: 04524-211283 / 771 فیکس: 04524-212299

اکسیر موٹاپا 30/-
ہمدرد نسواں (مجرب اکسیر) 20/-
دوائی مفضل الہٰی برائے اولاد نرینہ 150/-
زوجام عشق 600/-
اکسیر لیکوریا کیپسول 30/-
کلین اپ 20/-
سفوف اکسیر شوگر 30/-
جدید دواخانہ خدمت خلق گول بازار ربوہ فون: 659